اور ہنر مندی بھی اور ان کے محلات اور کھنڈرات بھی' فراعینہ کی طاقت وحکومت بھی دیکھی اور ان کی بے بسی بھی' تا تاریوں کی حیرت انگیز کامیابیاں بھی دیکھیں اور ان کا حشر بھی' آتش پرستوں (اہل فارس) کا طنطنہ بھی دیکھا اور بکھر جانا بھی' رومیوں کا لازوال اقتدار بھی دیکھا اور ذلت اور رسوائی بھی' انگریزوں اور روسیوں کے پائے تخت کی وسعت بھی دیکھی اور ان کا سکڑنا بھی اور نازیوں کی محیر العقول فتح بھی دیکھی اور عبرت انگیز شکست بھی۔ جھوٹی خدائی اور ابدی طاقت وحشمت کے سارے دعویدار اپنی اپنی باری کر کے فنا کی بھینٹ چڑھ گئے۔ امریکی دیو استبداد کے یہ منحوس سائے اور اقتدار کا یہ بھتا سورج بھی انشاء اللہ غروب ہو کے رہے گا۔ طاقت کی شدت اور نشے کی زیادتی جب حد سے بڑھ جاتی ہے تو اسی وقت کوئی نہ کوئی حادثہ ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اب دیکھئے کہ اس کا انجام کتنا قریب اور خطرناک ہوگا۔ کیونکہ ان بطش ربک لشدید۔ المختصر حاکم حقیقی اور ابدی تو خدائے لم یزل ہی ہیں۔ قوموں کے عروج وزوال کی داستانوں سے لبریز کتاب اللہ ان مشکل حالات میں ہماری رہنمائی فرماتی ہے کہ:

ولقد نجینا بنی اسرائیل من العذاب المھین من فرعون انه کان عالیاً من المسرفین۔

فلسطینی مجاہدہ کا قابل فخر کارنامہ

یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی

یوں تو عالم اسلام کی تاریخ سرفروشی' جاں سپاری' بہادری اور شجاعت کی رنگین داستانوں سے لبریز ہے لیکن گزشتہ ہفتے مقبوضہ بیت المقدس میں ایک فلسطینی ستائیس سالہ مجاہدہ ''وفا ادریس'' نے اپنے جسم کے ساتھ انتہائی خطرناک اور وزنی بم باندھ کر سو سے زائد یہودیوں کو انتہائی زخمی اور دو کو ہلاک کر دیا۔ اور اس نے وفا شعاری اور جرأت وایثار کی ایسی داستان اپنے خون کی سرخی سے رقم کی کہ اس پر پورا عالم اسلام اور بالخصوص مسلم خواتین کے سر فخر سے بلند ہو گئے ہیں اور ہم جو عالم اسلام کے ناگفتہ بہ حالات سے کچھ ناامید اور بددل سے ہو گئے تھے اور امت مرحومہ کی خاکستر پر مرثیہ خوانی کر رہے تھے کہ اچانک ہی اسی خاکستر سے ایسی چنگاری شعلہ جوالا بن کر بھڑکی کہ ظالم وطاقتور دشمن اسرائیل کا غرور اور تکبر جلا کر راکھ کر ڈالا اور اس نے عالم کفر کو یہ پیغام دیا کہ ابھی عالم اسلام میں ایسی بہادر مائیں زندہ ہیں جو حضرت سمیہؓ' حضرت خولہؓ بنت ازور' حضرت ہندہؓ حضرت ام حکیمؓ حضرت اسماءؓ بنتِ ابی بکرؓ' فاطمہ بنت عبداللہ اور لیلیٰ خالد کے نقش قدم پر چلنے والی بہادر بیٹیاں پیدا کر سکتی ہیں۔ ہماری بہادر بہن نے بھی اسلام اور شمع آزادی پر

مَر مٹنے والے پروانوں میں اپنا نام روشن اور نمایاں طور لکھوا دیا۔ وفا شہید نے اپنی شہادت سے دنیا کو یہ پیغام بھی دیا کہ امریکہ، اسرائیل اور عالم کفر لاکھ چاہیں لیکن وہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد، شوقِ شہادت اور حصول منزل سے وارفتگی نہیں مٹا سکتے اور یہ کہ پچاس سال سے زائد فلسطینیوں کی جدوجہد آزادی ابھی ٹھنڈی نہیں پڑی اور اس میں خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ لڑنے کیلئے تیار ہیں۔ اسی طرح اس نے عیش وعشرت میں ڈوبے ہوئے عالم اسلام اور خصوصاً عربوں کو خولہؓ بنتِ ازورؓ کا وہ غیرت دلانے والا خطبہ یاد دلایا جب حضرت خولہؓ نے محصور مسلم خواتین کے اجتماع سے فرمایا کہ ''اے حمیر کی بیٹیو! اور اے قبیلہ تبع کی یادگارو! کیا تم اس پر راضی ہو کہ رومی کفار بے دین تم کو لونڈیاں بنائیں، کہاں گئی تمہاری شجاعت اور کیا ہوئی تمہاری وہ غیرت جس کا ذکر عربی مجلسوں میں ہوا کرتا تھا۔ افسوس میں تمہیں غیرت سے علیحدہ اور شجاعت وحمیت سے خالی پا رہی ہوں۔ اس آنے والی مصیبت سے تو تمہاری موت بدرجہا افضل ہے۔'' اے کاش! کہ اس خطاب اور کارنامے سے آج مسلم خوابیدہ بھی خوابِ غفلت اور نغمہ طرب کی سرمستی سے ہوش میں آئے اور اے کاش! کہ وہ بھی وفا کے مشن آزادیٔ بیت المقدس کے ساتھ وفاداری اور جانثاری کا اعلان کرے۔ صنفِ شاعری سے بیگانہ اپنا قلم اپنی بہادر اور عظیم بہن شہید کو شاعر اسلام حضرت علامہ اقبالؒ کی یہ نظم بطور خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہے۔ جو حضرت علامہؒ نے طرابلس کی جنگ میں غازیوں کو پانی پلاتے ہوئے شہید ہونے والی لڑکی کے نام لکھی تھی۔ یقیناً وفا شہید کا کارنامہ تو اُس سے بھی بڑھ کر ہے۔

فاطمہ! تو آبروئے امتِ مرحوم ہے　　ذرہ ذرہ تیری مشت خاک کا معصوم ہے
یہ سعادت حورِ صحرائی تری قسمت میں تھی　　غازیانِ دیں کی سقائی تری قسمت میں تھی!
یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ وسپر　　ہے جسارت آفریں شوقِ شہادت کس قدر
یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی　　ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی
اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں　　بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں
فاطمہ! گو شبنم افشاں آنکھ تیرے غم میں ہے　　نغمہء عشرت بھی اپنے نالہء ماتم میں ہے
رقص تیری خاک کا کتنا نشاط انگیز ہے　　ذرہ ذرہ زندگی کے سوز سے لبریز ہے
ہے کوئی ہنگامہ تیری تربتِ خاموش میں　　پل رہی ہے ایک قومِ تازہ اس آغوش میں
بے خبر ہوں گرچہ ان کی وسعت مقصد سے میں　　آفرینش دیکھتا ہوں ان کی اس مرقد سے میں
تازہ انجم کا فضائے آسمان میں ہے ظہور　　دیدۂ انسان سے نامحرم ہے جن کی موجِ نور
جو ابھی ابھرے ہیں ظلمت خانہ ایام سے　　جن کی ضو نا آشنا ہے قید صبح و شام سے
جن کی تابانی میں اندازِ کہن بھی نو بھی ہے　　اور تیرے کوکب تقدیر کا پرتو بھی ہے

(بانگ درا)

درس ترمذی شریف

افادیت: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ضبط و ترتیب: مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

ابواب البر والصلة

والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن وسلوک اور صلہ رحمی

باب الفضل في رضا الوالدين

والدین کی خوشنودی کی فضیلت

حدثنا ابن ابی عمر ' حدثنا سفیان عن عطا بن السائب عن ابی عبدالرحمان السلمی عن ابی الدرداء قال ان رجلا اتاه فقال ان لی امرة وان امی تامرنی بطلاقها فقال ابو الدرداء: سمعت رسول الله ﷺ یقول الوالد اوسط ابواب الجنة فان شئت فاضع ذلک الباب او احفظه ' وربما قال سفیان ان امی و ربما قال ابی۔

هذا حدیث صحیح۔ و ابو عبدالرحمان السلمی اسمه عبدالله بن حبیب۔

ترجمہ: ہمیں ابن عمر نے روایت کی انہوں نے سفیان سے انہوں نے عطاء بن السائب سے انہوں نے ابو عبدالرحمان السلمی سے انہوں نے حضرت ابوالدرداء سے، راوی کہتا ہے کہ ایک آدمی انکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ایک بیوی ہے جس کے بارے میں میری والدہ مجھے حکم دیتی ہیں کہ میں اس کو طلاق دے دوں۔ تو حضرت ابوالدرداء نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے وہ فرمار ہے تھے کہ باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے اگر تم چاہو تو اسے گنوا بیٹھو اور چاہو اس کا لحاظ رکھو اور اس کی حفاظت کرو۔ سفیان نے کبھی کہا کہ میری ماں' اور کبھی کہا کہ میرا باپ۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ ابوعبدالرحمان السلمی کا نام عبداللہ بن حبیب ہے۔

حدثنا ابو حفص عمرو بن علی ' حدثنا خالد بن الحارث عن شعبة عن یعلی ابن عطاء عن ابیه عن عبدالله بن عمرو عن النبی ﷺ قال: رضا الرب فی رضا الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد۔